اسلامی طرزِ تعمیر کی داستان

ترتیب وتدوین: سید جہانزیب عابدی

اسلامی طرزِ تعمیر کو اگر محض "مسلمانوں کی ایجاد" سمجھ لیا جائے تو یہ تاریخی حقیقت کی مکمل تصویر نہیں بنتی، اور اگر اسے صرف دوسروں کی نقل کہا جائے تو بھی یہ انصاف نہیں ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی فنِ تعمیر انسانی تہذیبوں کے ایک عظیم تاریخی مکالمے (civilizational dialogue) کا نتیجہ تھا، جس میں مختلف مذاہب، سلطنتوں اور ثقافتوں کے فنونِ تعمیر نے حصہ لیا، مگر اسلام نے ان تمام اثرات کو ایک نئی روح، نئی معنویت اور نئے توحیدی شعور کے تحت دوبارہ تشکیل دیا۔ اس لیے اسلامی طرزِ تعمیر نہ خالص imitation تھا اور نہ isolated creation، بلکہ ایک "اسلامی تہذیبی synthesis" تھا۔

جب اسلام عرب سے نکل کر شام، مصر، عراق، ایران، اناطولیہ، شمالی افریقہ، اسپین اور ہندوستان تک پہنچا تو مسلمانوں کا سامنا ان علاقوں کی صدیوں پرانی تہذیبوں اور مذہبی عمارات سے ہوا۔ ان علاقوں میں پہلے ہی عیسائی گرجاگھر، یہودی عبادت گاہیں، زرتشتی آتشکدے، رومی محلات، بازنطینی basilicas، ہندو مندر، بدھ خانقاہیں، اور ساسانی ایوان موجود تھے۔ مسلمانوں نے ان عمارتوں کو صرف دیکھا نہیں بلکہ ان کی انجینئرنگ، روشنی، ہوا، آواز، تناسب، گنبد سازی، ستونوں، محرابوں اور شہری منصوبہ بندی کو سمجھا، پھر ان عناصر کو اپنے دینی و تہذیبی وژن کے مطابق ڈھال لیا۔

سب سے زیادہ اثر بازنطینی عیسائی فنِ تعمیر کا تھا۔ بازنطینی سلطنت دراصل مشرقی رومی سلطنت تھی جس کے گرجا گھروں میں عظیم گنبد، موزیک آرٹ، بلند ہال، نیم گول محرابیں، اور مرکزی عبادتی space موجود ہوتے تھے۔ ایا صوفیہ اس کی سب سے بڑی مثال تھی۔ جب مسلمانوں نے شام اور قسطنطنیہ کے علاقوں سے واسطہ رکھا تو انہوں نے دیکھا کہ وسیع گنبد کس طرح ایک روحانی مرکزیت اور آسمانی وسعت کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ بعد

میں عثمانیوں نے اسی تصور کو اسلامی مسجد میں منتقل کیا، لیکن فرق یہ تھا کہ عیسائی گرجاگھروں میں مرکزی focus صلیب، شبیہیں اور مقدس تصاویر ہوتی تھیں، جبکہ اسلامی مسجد میں مرکزیت خالص توحید، خالی وسعت، روشنی، اور قبلے کی سمت کو دی گئی۔

ابتدائی اسلام کے زمانے میں عرب معاشرہ بنیادی طور پر صحرائی اور سادہ طرزِ زندگی رکھتا تھا۔ مکہ اور مدینہ کی عمارتیں زیادہ تر مٹی، کھجور کے تنوں، پتھروں اور کپڑے سے بنتی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ کی قائم کردہ مسجد نبوی کا ابتدائی ڈھانچہ نہایت سادہ تھا۔ نہ اس میں گنبد تھا، نہ مینار، نہ شاندار محرابیں، نہ سنگِ مرمر کی تزئین۔ یہ ایک کھلا صحن تھا جس کے گرد کھجور کے تنوں پر چھت رکھی گئی تھی۔ اس ابتدائی سادگی میں اسلام کی روح جھلکتی تھی، کیونکہ اصل توجہ عبادت، اجتماع، تعلیم اور اجتماعی زندگی پر تھی نہ کہ ظاہری شان و شوکت پر۔

لیکن جب خلافتِ راشدہ کے بعد مسلمانوں کی سلطنت پھیلی اور وہ بازنطینی (Byzantine)، ساسانی (Sassanian)، رومی اور مصری تہذیبوں سے روبرو ہوئے تو فنِ تعمیر میں بھی ایک عظیم تبدیلی شروع ہوئی۔ خاص طور پر بنو امیہ کے دور میں پہلی مرتبہ اسلامی شناخت کے حامل بڑے یادگاری فنِ تعمیر سامنے آئے۔ قبۃ الصخرہ جو 691ء میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں تعمیر ہوئی، اسلامی فنِ تعمیر کی پہلی عظیم علامت سمجھی جاتی ہے۔ اس میں سنہری گنبد، جیومیٹری، خطاطی اور بازنطینی طرز کی موزیک آرٹ استعمال ہوئی۔ گنبد کا تصور دراصل رومی اور بازنطینی دنیا میں پہلے سے موجود تھا، مگر مسلمانوں نے اسے آسمانی مرکزیت، وحدت اور روحانی رفعت کی علامت بنا دیا۔ ساسانی ایرانی فنِ تعمیر نے بھی اسلامی architecture پر گہرا اثر ڈالا۔ ساسانی سلطنت زرتشتی مذہب سے وابستہ تھی اور اس کے محلات و آتشکدے اپنی عظیم محرابی ساختوں، بڑے ایوانوں، اینٹوں کی کاریگری اور شاہانہ scale کے لیے مشہور تھے۔ مسلمانوں نے خصوصاً "ایوان" کا تصور ایران سے لیا، یعنی ایک بڑا محرابی ہال جو ایک طرف سے کھلا ہوتا ہے۔ بعد میں ایرانی مساجد اور مدارس میں چار

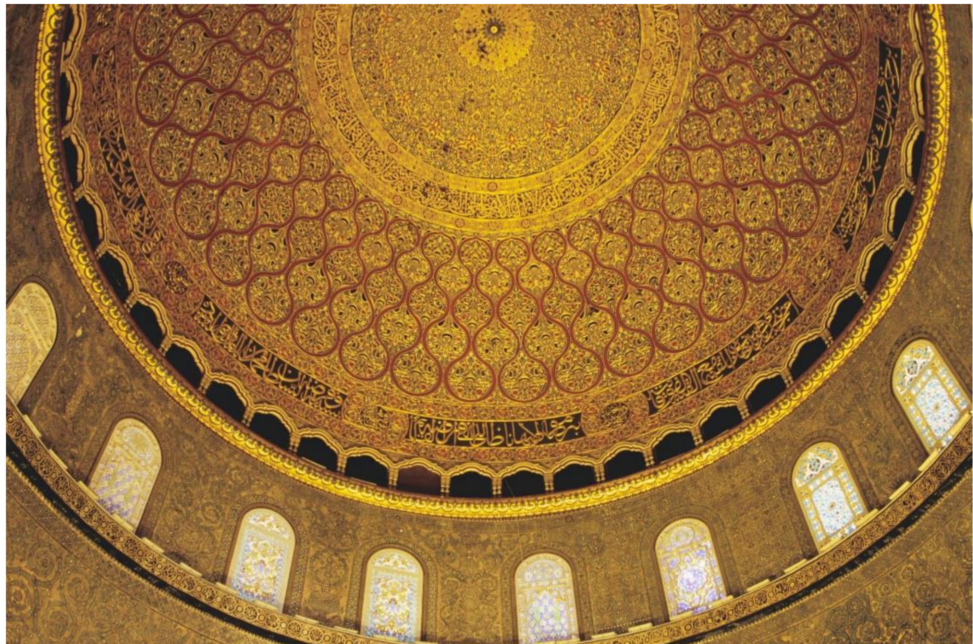
ایوانی طرز عام ہو گیا۔ اسی طرح ایرانیوں کی جیومیٹری، باغات، پانی کی نہریں، اور رنگین ٹائلوں کی روایت نے اسلامی جمالیات کو گہرائی دی۔

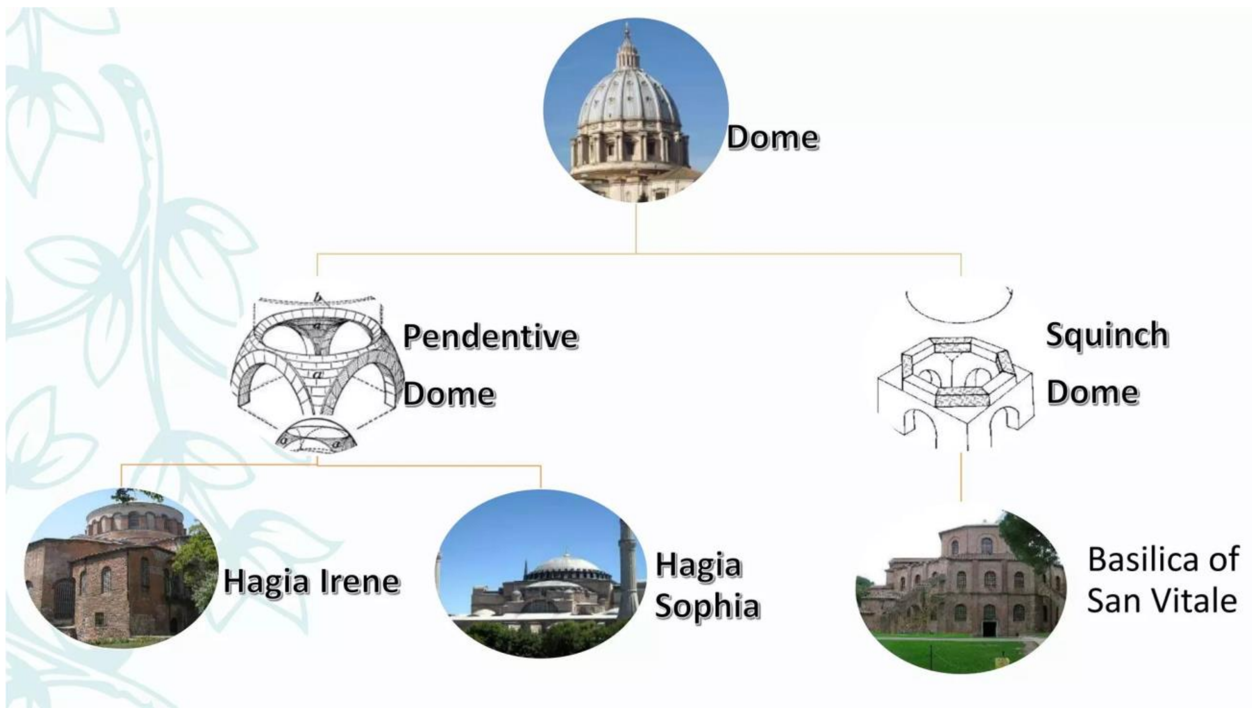
رومی فنِ تعمیر سے بھی اسلامی دنیا نے بہت کچھ سیکھا۔ رومی انجینئرنگ اپنے aqueducts ، ستونوں، محرابی پلوں، گنبدوں، baths اور شہری منصوبہ بندی کے لیے مشہور تھی۔ مسلمان معماروں نے رومی arch technology اور urban planning کو اپنایا۔ دمشق، بیت المقدس، قاہرہ اور قرطبہ جیسے شہروں میں رومی طرز کی انجینئرنگ کے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ لیکن جہاں رومی عمارات اکثر سلطنتی طاقت اور شہنشاہی جلال کا اظہار تھیں، وہاں اسلامی عمارات میں اجتماعی عبادت، علم، عدالت اور سماجی مرکزیت کو اہمیت ملی۔

یہودی مذہبی فنِ تعمیر کا اثر نسبتاً کم مگر بالواسطہ موجود تھا، کیونکہ ابتدائی اسلامی ماحول میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل تھے۔ بعض ابتدائی مسجدی layouts میں عبادت کے اجتماعی نظم اور سمت بندی کے تصورات پر قدیم سامی روایات کا اثر محسوس کیا جاتا ہے۔ تاہم اسلام نے تصویری و مجسمہ نما symbolism سے واضح فاصلہ رکھا۔

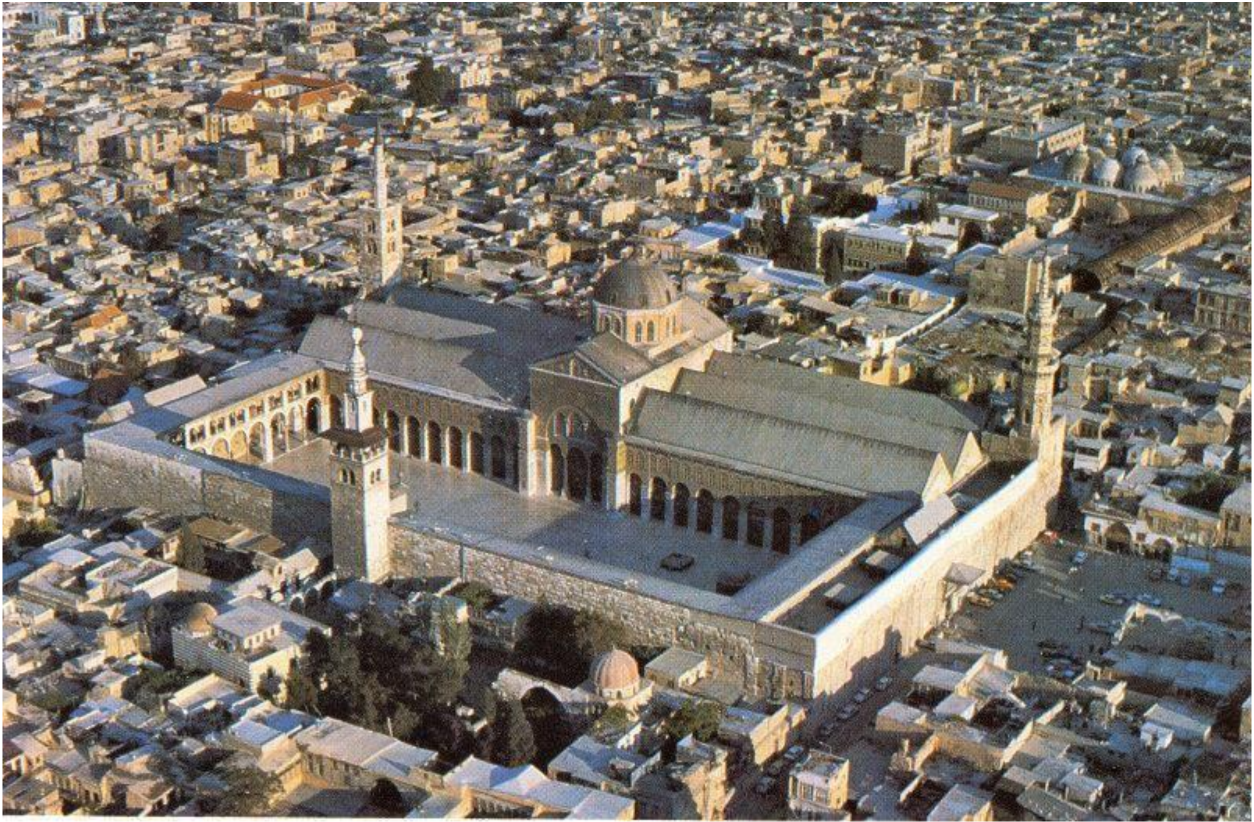
ہندوستان پہنچنے کے بعد اسلامی فنِ تعمیر نے ہندو اور بدھ طرزِ تعمیر سے بھی اثرات لیے۔ ابتدائی دہلی سلطنت کی مساجد میں ہندو مندروں کے ستون اور carved patterns استعمال ہوئے، کیونکہ کئی عمارتیں انہی مواد سے تعمیر ہوئیں۔ ہندو مندروں کی باریک سنگ تراشی، جالیوں، اور decorative detail نے بعد میں مغلیہ فنِ تعمیر پر اثر ڈالا۔ بدھ خانقاہوں اور stupas کی بعض spatial ideas بھی وسط ایشیا کے راستے اسلامی دنیا تک پہنچیں۔ تاہم اسلامی فنِ تعمیر نے ان تمام عناصر کو بت پرستانہ symbolism سے الگ کر کے ایک نئی تجریدی (abstract) زبان دی۔ مگر اسلام نے شاہی جاہ و جلال کے بجائے انہیں روحانی سکون، نظم اور قرآنی خطاطی کے ساتھ جوڑ دیا۔






Dome
Pendentive
Dome
Squinch
Dome
Hagia Irene
Hagia
Sophia
Basilica of
San Vitale









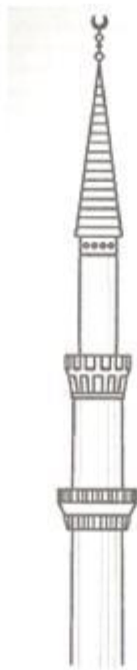
اسی دور میں مسجدوں میں ''محراب'' کا استعمال بھی نمایاں ہوا۔ ابتدائی مساجد میں قبلے کی سمت صرف دیوار سے ظاہر کی جاتی تھی، مگر بعد میں دیوار میں نیم گول اندرونی محراب بنائی جانے لگی تاکہ نماز کی سمت واضح ہو اور امام کی آواز گونج سکے۔ محراب کا تصور بھی مکمل طور پر نیا نہیں تھا؛ رومی اور مسیحی گرجاگھروں میں نیم گول محرابی ساختیں پہلے موجود تھیں۔ مسلمانوں نے اسے قبلہ شناسی اور روحانی مرکزیت کا نشان بنادیا۔

مینار کی تاریخ بھی دلچسپ ہے۔ ابتدائی اسلام میں اذان مسجد کی چھت یا کسی بلند مقام سے دی جاتی تھی۔ بعد میں جب اسلامی شہر وسیع ہوئے تو بلند مینار بننے لگے تاکہ اذان دور تک پہنچ سکے۔ میناروں کی اصل پر مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض اسے شامی گرجاگھروں کے ٹاورز سے متاثر سمجھتے ہیں، بعض ایرانی آتشکدوں کے برجوں سے، اور بعض رومی watch towers سے۔ لیکن اسلامی تہذیب نے مینار کو ایک نئی علامتی حیثیت دی؛ وہ شہر میں اسلام کی موجودگی، وحدتِ امت اور آسمان کی طرف بلند ہوتی دعوت کا استعارہ بن گیا۔

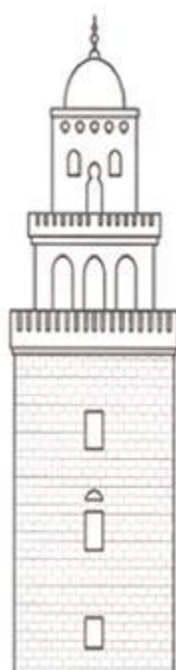




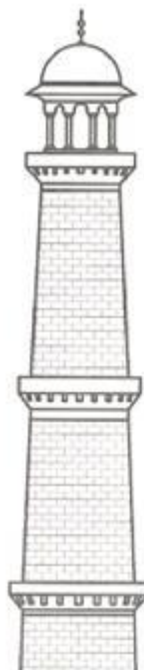




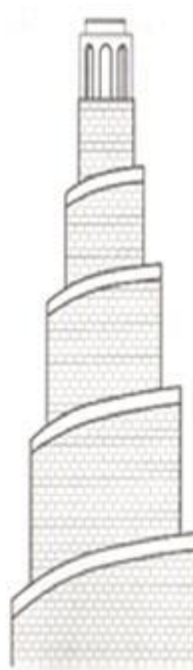
Ottoman Minaret



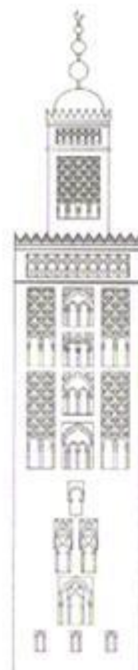
Minaret of the Great Mosque of Qairawan



Minaret of Taj Mahal



Spiral Minaret of Al Mutawakil Mosque



Minaret of the Great Mosque in Seville

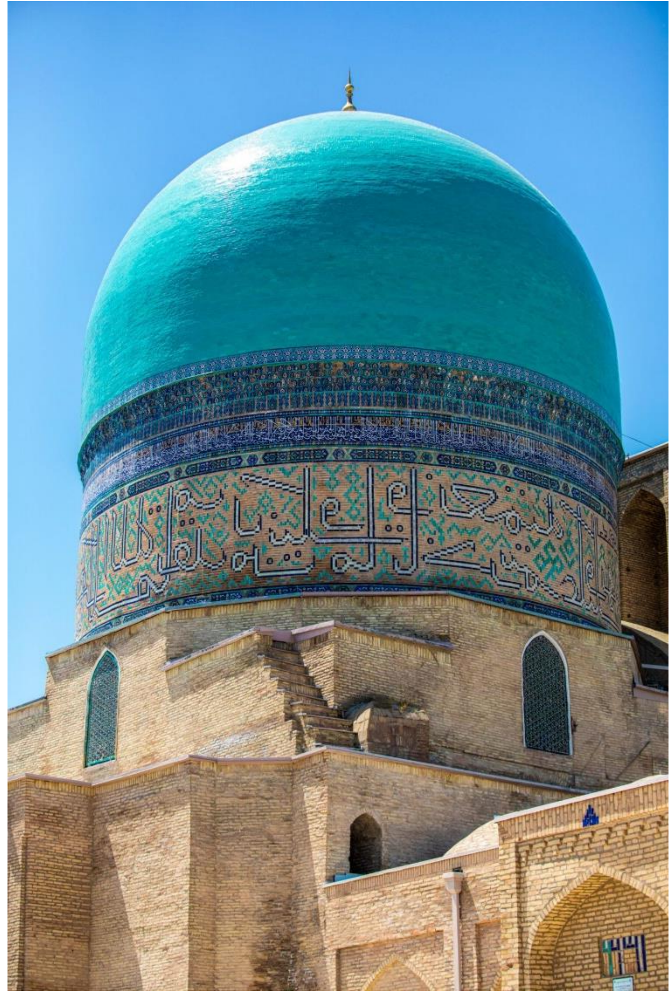


Yemeni Minaret

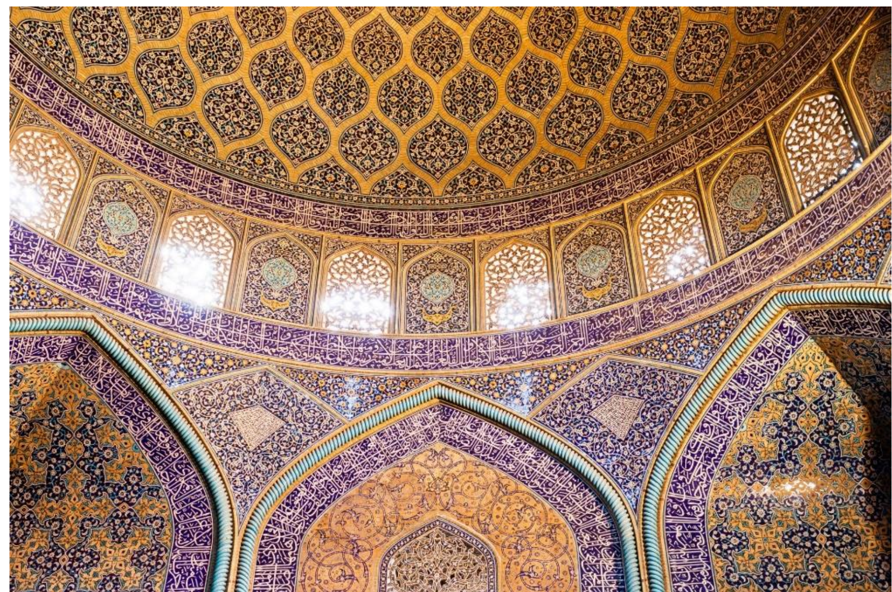


عباسی دور میں اسلامی فنِ تعمیر مزید منظم اور وسیع ہوا۔ جامع سامرہ کی مشہور spiral minaret اس دور کی ایک منفرد مثال ہے۔ اسی زمانے میں اینٹوں کی جیومیٹری، تکراری patterns ، اور بڑے صحنوں والی مساجد عام ہوئیں۔ ایرانی اثرات کی وجہ سے ایوان (iwan) طرز سامنے آیا، یعنی ایک بلند محرابی ہال جو ایک جانب کھلا ہوتا تھا۔ یہ ساسانی فنِ تعمیر سے آیا لیکن اسلامی مدارس اور مساجد میں شامل ہو کر نئی شکل اختیار کر گیا۔

پھر سلجوقیوں اور ایرانی معماروں نے گنبد سازی کو انتہائی ترقی دی۔ دوہری تہہ والے گنبد، نیلی ٹائلوں کی تزئین، اور بلند محرابی دروازے اسی دور میں نمایاں ہوئے۔ ایران اور وسط ایشیا کی مساجد میں فیروزی رنگ کی ٹائلوں اور جیومیٹری نے ایک روحانی فضا پیدا کی جو اسلامی تصورِ لا محدودیت (infinity) سے جڑی ہوئی تھی۔

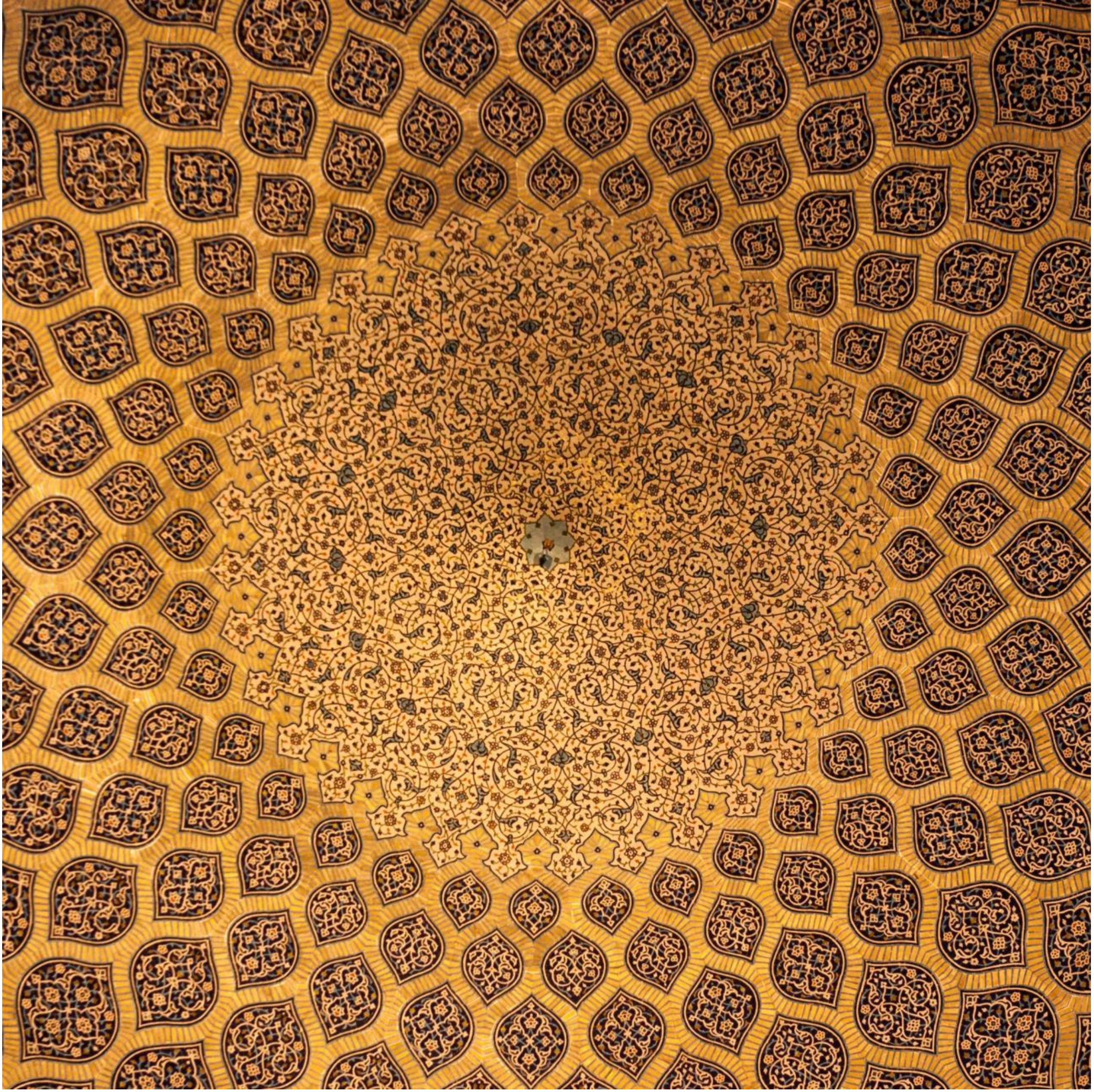












اندلس یعنی مسلم اسپین میں اسلامی فنِ تعمیر نے ایک الگ جمالیاتی دنیا پیدا کی۔ جامع قرطبہ میں سرخ و سفید دوہری محرابیں، ستونوں کے جنگل، اور روشنی و سایے کا استعمال بے مثال تھا۔ بعد میں الحمرا میں پانی، باغات، خطاطی، اور باریک عربیسک آرٹ نے اسلامی جمالیات کو اپنے عروج پر پہنچا دیا۔ یہاں فنِ تعمیر صرف عمارت نہیں رہا بلکہ روحانی تجربہ بن گیا۔ اندلس میں مسلمانوں نے رومی، ویزیگوتھ عیسائی، اور مقامی ہسپانوی طرزوں سے اثر لیا۔ جامع قرطبہ کی مشہور دوہری محرابیں دراصل رومی aqueduct engineering سے متاثر تھیں۔

لیکن مسلمانوں نے انہیں صرف structural ضرورت نہیں رہنے دیا بلکہ rhythm ، symmetry اور روحانی حسن کا حصہ بنا دیا۔

اسلامی فنِ تعمیر نے صرف مذاہب سے نہیں بلکہ موسم، جغرافیہ اور مقامی معاشرت سے بھی اثر لیا۔ عرب کے گرم علاقوں میں صحن اور ہوادار structures اہم ہوئے، ایران میں موٹی دیواریں اور نیلی ٹائلیں، ترکی میں مرکزی گنبد، اسپین میں پانی اور باغات، جبکہ ہندوستان میں سنگِ مرمر، جالیاں اور سایہ دار برآمدے نمایاں ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی architecture ایک ہی وقت میں عربی بھی لگتا ہے، فارسی بھی، ترک بھی، اندلسی بھی اور مغلیہ بھی، مگر پھر بھی ان سب میں ایک مشترک روح محسوس ہوتی ہے۔

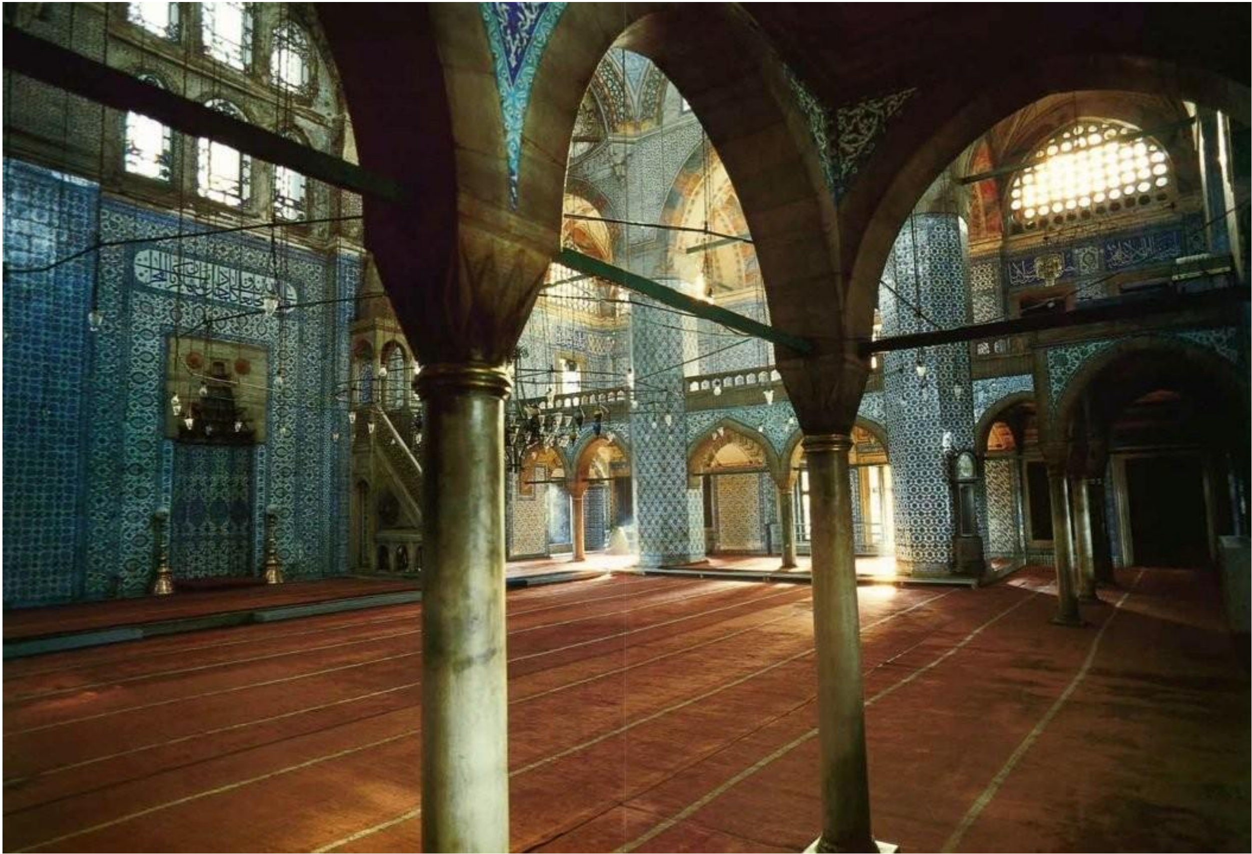
عثمانی ترکوں نے بازنطینی فنِ تعمیر خصوصاً ایا صوفیہ سے متاثر ہو کر عظیم مرکزی گنبد والی مساجد تعمیر کیں۔ معمار سنان جیسے عظیم انجینئروں نے ایسی مساجد بنائیں جن میں وسیع اندرونی خلا، روشنی، توازن اور بلند مینار ایک نئی انجینئرنگ مہارت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ عثمانی مساجد میں گنبد صرف جمالیاتی چیز نہیں تھا بلکہ کائناتی وحدت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

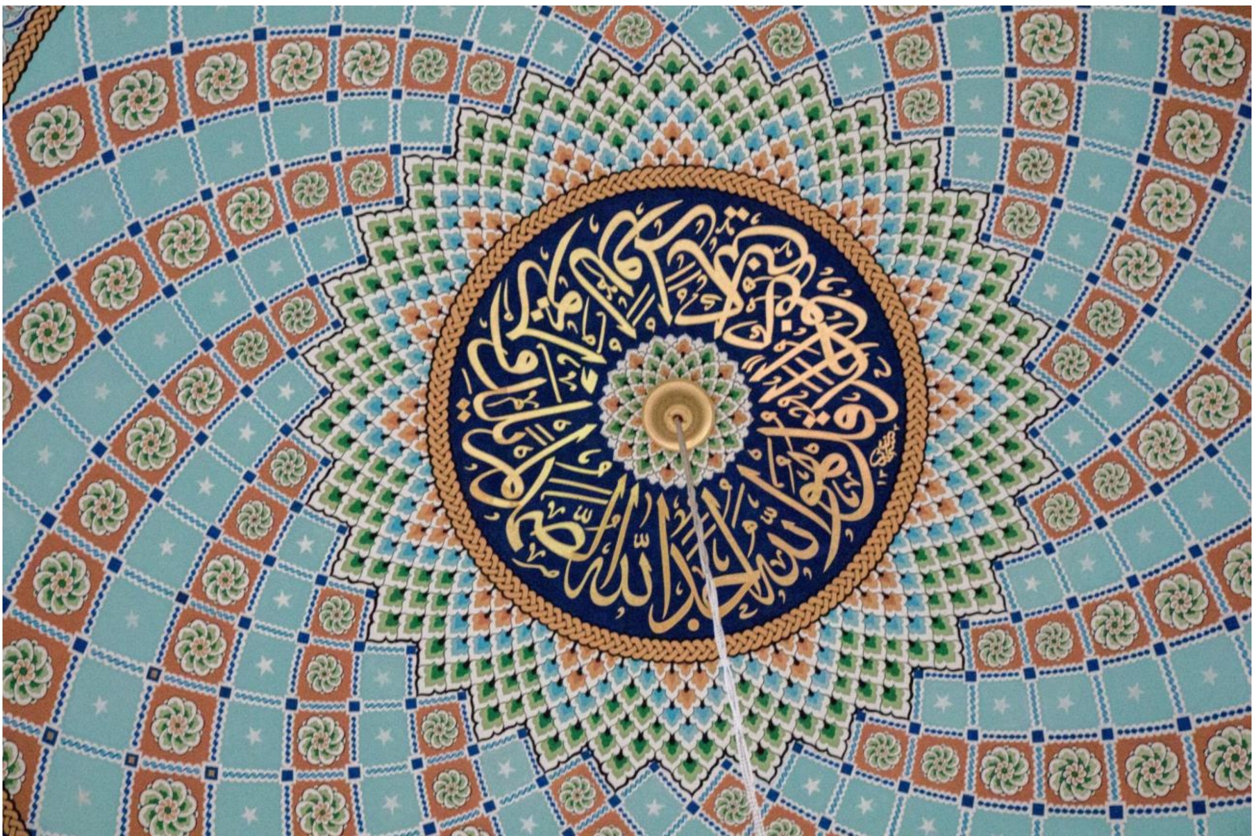







الله جل جلاله
أبو بكر الصديق رضي الله عنه

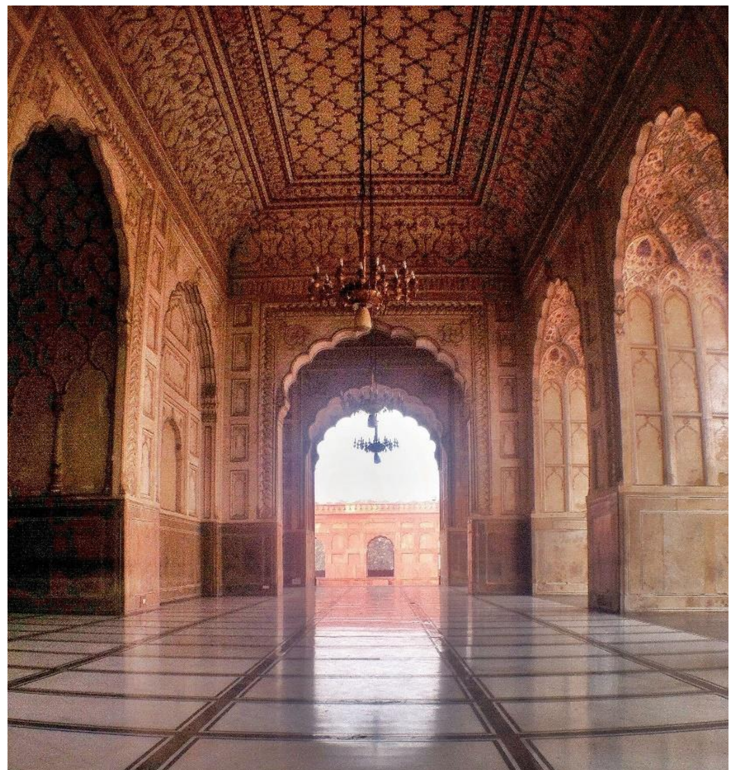




برصغیر میں جب مسلمان آئے تو اسلامی فنِ تعمیر نے ہندوستانی عناصر کے ساتھ امتزاج پیدا کیا۔ مغل دور میں فارسی، ترک، وسط ایشیائی اور ہندوستانی طرزیں مل کر ایک نئی تہذیبی شکل بن گئیں۔ تاج محل اس امتزاج کی معراج ہے۔ سفید سنگِ مرمر، متوازن گنبد، چار مینار، قرآنی خطاطی، باغات، پانی کی نہریں، اور symmetry ایک ایسا روحانی و جمالیاتی تاثر پیدا کرتے ہیں جس نے پوری دنیا کو متاثر کیا۔

















اسلامی فنِ تعمیر کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں مجسمہ سازی اور انسانی تصاویر نسبتاً کم استعمال ہوئیں، کیونکہ توجہ توحید، تجرید(abstraction) ، اور روحانی نظم پر تھی۔ اسی لیے جیومیٹری، خطاطی، نباتاتی patterns، روشنی، پانی، اور تکراری ڈیزائنوں نے اہمیت حاصل کی۔ یہ patterns صرف آرائش نہیں تھے بلکہ کائنات میں خدا کے نظم، توازن، اور وحدت کی علامت سمجھے جاتے تھے۔

گول محرابی کھڑکیاں، pointed arches، muqarnas(شہد کے چھتے جیسے decorative vaults)، مشبک جالیاں، صحن والے گھروں، باغات، حمام، کاروان سرائے، مدارس، اور بازاروں کا منظم شہری ڈھانچہ بھی اسلامی تہذیب کے ساتھ ترقی کرتا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلامی فنِ تعمیر کبھی مکمل طور پر ایک جیسا نہیں رہا؛ عرب، ایرانی، ترک، بربر، اندلسی، مغلیہ، افریقی اور وسط ایشیائی علاقوں نے اسے اپنے ماحول، موسم، مواد اور ثقافت کے مطابق ڈھالا، لیکن ان سب میں وحدت، مرکزیت، تناسب، روشنی اور روحانی سکون کی مشترک روح موجود رہی۔

اس طرح اسلامی طرزِ تعمیر دراصل مختلف قدیم تہذیبوں کے فنون کا محض مجموعہ نہیں بلکہ ان کی "اسلامی تشکیلِ نو (Islamic reinterpretation) " تھا۔ اسلام نے انہیں صرف نقل نہیں کیا بلکہ ایک نئے عقیدے، نئی تہذیب اور نئے روحانی تصورِ انسان و کائنات کے تحت دوبارہ معنی عطا کیے۔

لہذا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا اپنا تعمیراتی طرز نہیں ہے بلکہ دوسروں سے لیا گیا ہے تو بات یہ نہیں کہ مسلمانوں نے کن تہذیبوں سے "لیا"، بلکہ یہ ہے کہ انہوں نے ان اثرات کے ساتھ کیا کیا۔ اسلام نے قدیم دنیا کے فنِ تعمیر کو ایک نئے فکری مرکز کے گرد منظم کیا۔ عیسائی گرجا گھروں کی verticality ، ایرانی ایوانوں کی عظمت، رومی انجینئرنگ کی مضبوطی، ہندو سنگ تراشی کی باریکی، اور وسط ایشیائی جیومیٹری all—کو اسلام نے توحید، تجرید، نظم، روشنی، اور روحانی مرکزیت کے ساتھ جوڑ کر ایک نئی تہذیبی زبان بنا دیا۔

اسی لیے اسلامی طرزِ تعمیر دراصل "مذاہب کا مجموعہ "نہیں بلکہ "توحید کے تحت تہذیبوں کی از سرِ نو تشکیل" تھا۔



The Inspirational Impact of Byzantine Architecture



Historical Basilica of Maxentius with multiple arches in ruins in Rome, Italy



1453: Mehmed II Turned Hagia Sophia Into a Mosque



Hagia Sophia or Ayasofya. Former Orthodox basilica, later converted into a mosque in the city of Istanbul, Turkey



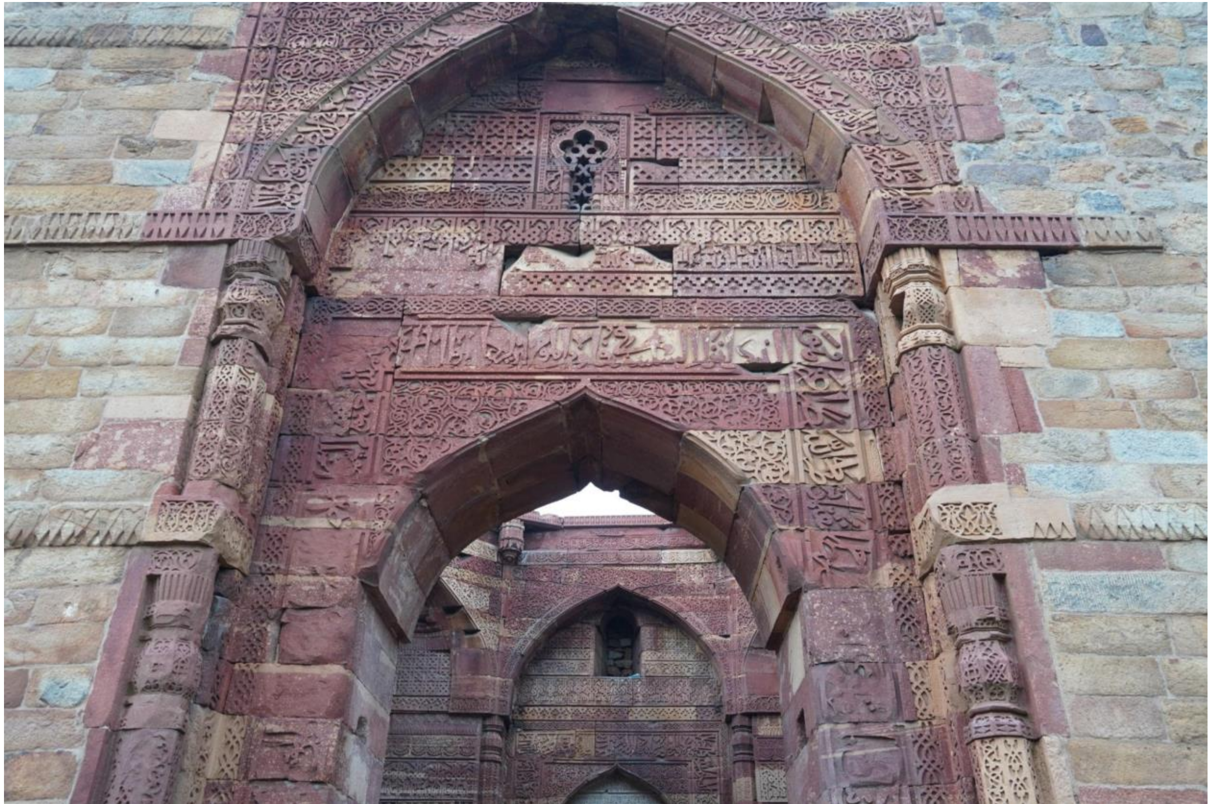
Sasanian Palaces And Their Influence On Early Islamic Architecture



Zoroastrian Fire Temple of Yazd With Faravahar Emblem and Reflecting Pool in Persian Brick Courtyard



Tarikhane Fire Temple of Zoroastrian people of Persia, A sample of Persian architecture with ancient arch and column structure



indian historical old art structure image outdoor



Indian Temple



Horseshoe Arches in Mezquita Catedral, Cordoba, Daylight Interior



Arches of the old stone Roman aqueduct in Tarragona, Catalonia, Spain



Wall and arches Roman aqueduct Segovia Spain



Decorated horseshoe arch that gives entrance to what was the prayer room of the cathedral mosque of Cordoba, Andalusia.



I 17 schemi nei mosaici in Roma Antica



Byzantine and Christian Museum



Ancient mosaic depicting intricate geometric patterns and colors